

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اپنی عظمت، شخص اور امتیازات

دیوبندیت

چار عناصر

کیا ہیں

؟

زندہ کیجئے

ملت مسلمہ کو دیوبند کا پیغام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے یہ تقریر دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کے موقع پر اس عظیم مجمع کے سامنے کی تھی جس میں ہندو پاک کے لاکھوں فرزند ان توحید کے علاوہ ایشیا و افریقہ خصوصاً عالم عربی کے بیشتر تعلیمی مراکز کے اہم اور ممتاز و منتخب نمائندے موجود تھے۔ پاکستان کے مقتدر عالم مفتی محمود نے مولانا کی تقریر کی زبردست تائید کی اور اس پر ان کو مبارکباد پیش کی۔ سامعین کی اکثریت نے مولانا کی تقریر کو حاصل جلسہ اور اس سفر کا بہترین تحفہ قرار دیا۔ ذیل میں ہم اس تقریر کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ”ادارہ“

بسم الله الرحمن الرحيم - واذكروا اذا كنتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فاذا كرم وايدكم بنصركم ورتكم من الطيبات لعلكم تشكرون

میرے بھائیو! عزیزو اور دوستو!

میں نے آپ کے سامنے سورۃ النعام کی یہ آیت پڑھی جو فوری طور پر میرے ذہن میں آئی، کسی غیبی طاقت نے میرے کان میں کہا، اس عظیم مجمع کو دیکھو جو لاکھوں کی تعداد میں تمہارے سامنے ہے۔ اس غیر معمولی تعداد کا تصور پہلی صدی ہجری میں بڑے سے بڑا جنگجو، غیر معمولی دور میں، جو صلہ مند، صاحب فراست اور بڑے سے بڑا پیش گوئی کرنے والا بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دنیا ہی میں نہیں پورے کرۃ ارض میں بھی نہیں، ایک ایسے قصبہ میں جو جزیرۃ العرب سے سارت سمندر پار ہے۔ اور جو زبان، تہذیب، قانون، قومیت اور نسل و مذہب کسی بھی رشتہ سے جزیرۃ العرب سے منسلک نہیں۔ مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد جمع ہو سکے گی، قرآن مجید کی اس آیت پر دوبارہ غور کیجئے اور پہلی صدی ہجری کے، ان حالات کو یاد کیجئے جو مسلمانوں کیساتھ مدینہ طیبہ میں پیش آئے تھے۔ قرآن مجید مسلمانوں کو مخاطب

کر کے (جن کی تعداد اس وقت چند ہزار سے زیادہ نہ تھی) کہتا ہے: "جب تم ٹھوڑے تھے، زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے۔ ہر وقت ڈرتے تھے کہ تم کو کوئی جھپٹا مار کر اپک نہ لے جائے۔ یہاں پر قرآن مجید نے تحفظ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی جھپٹا مارنا اور اڑ کرے جانا ہے۔ حالت یہ تھی کہ تم لقمہ پڑھتے تھے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو تو چھوڑیے کہ حجاز بلکہ صرف قریش کا قبیلہ ہمیشہ کے لئے اس چراغ کو گل کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ قرآن مجید کے اندر مندرجہ ذیل آیت میں پھونک مار کر بجھانے کی تعبیر استعمال کی گئی ہے۔ یسیدون ایطفوا والنور اللہ باضواہم۔ یہ صرف ادبی لفظ نہیں اس کے سارے الفاظ معجز ہیں، اس لفظ میں ایک سچی اور صحیح تصویر ہے۔ حالت یہ تھی کہ مسلمانوں کی زندگی کا چراغ اور اسلام کے چراغ نور کو ہر وقت گل کیا جاسکتا تھا۔ اس کے بجھانے کے لئے کسی ٹکھے کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ وہ منہ کے پھونک سے بجھایا جاسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو تین جگہ قرآن مجید میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کے حالات کی صحیح اور سچی تصویر پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاذا کمروا یبدکم بنصرک و رزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون۔ اور تم کو پناہ دی اور تم کو نصرت خداوندی اور آسمانی مدد کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حلال و پاک چیزوں میں سے تم کو عطا فرمایا تاکہ تم شکر ادا کرو۔ طیبات کا لفظ عام ہے سلطنت سے بیکر مطلق العنان و باختیار سلطنت تک اور سلطنت کے دنوں میں جو عزت ہوتی ہے۔ جو اعزاز و اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جو قانون سازی کی طاقت، آزادی و خود مختاری اور بلندی و برتری حاصل ہوتی ہے۔ یہ سب طیبات میں آتا ہے۔ و رزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون۔ کہ شاید تم شکر کرو، اور تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو۔

آج میں انسانوں کا جنگل دیکھ رہا ہوں اور اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب چند ہزار مسلمانوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ احسان جتلیا تھا، لیکن آج ہماری کیا حالت ہو گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک قصبہ میں دین کے خادموں کی ایک آواز پر دنیا کے دور دراز گوشوں سے کتنے انسانوں کو جمع کر دیا ہے، ہر ملک کے لوگ یہاں اس طرح جمع ہو گئے ہیں۔ اگر بے ادبی نہ ہو تو بلاشبہ میدان عرفات کا نقشہ یہاں دکھائی دے رہا ہے۔ جو طاقت مسلمانوں کو میدان عرفات میں جمع کرتی ہے وہی طاقت اور سنت ابراہیمی کی وہی کشش ہے جس نے آج اس قصبہ میں لاکھوں مسلمانوں کو یکجا کر دیا ہے۔

واذن فی الناس بالبحر یا اتول اجالاً وعلی کل صامر یا تین من کل فج عمیق۔

کہ مکہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو سنت ابراہیمی اور سنت محمدی کی وجہ سے مدرسہ میں اگر مسلمان جمع

ہوتے ہیں تو اس میں بھی سنت ابراہیمی اور نظام محمدی کی کشش کو دخل ہے اور آج بھی اس آواز میں وہ غیر معمولی طاقت اور کشش ہے جس کو اگر مسلمان سمجھ لیں تو دنیا کی کسی بڑی سے بڑی حکومت میں وہ اثر اور طاقت نہیں جو اب بھی ایمان کی آواز میں ہے۔ اقوام متحدہ سربار بٹے سربار مرے، امریکہ اور روس جیسی بڑی بڑی طاقتیں مرمہ کے زندہ ہوں پھر بھی ان کی آواز میں وہ طاقت و تاثیر نہیں جو اسلام کی آواز میں ہے جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسی طرح آج بھی اس آواز میں وہ کشش، توانائی اور سچائی ہے جو دنیا کی کسی چیز میں نہیں ہے۔ ہمیں اور آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کیا چیز تھی جس نے قلیل تعداد کو کثیر تعداد پر غالب کر دیا۔

میں نے عربوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو لاشعہ سے کل شئی بنا دیا۔ اور میں آپ سے ایک بار نہیں پار کرتا ہوں کہ آپ کچھ نہ بھتے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کے طفیل میں عطا کر دیا۔

ذرا سوچئے تو سہی، آپ ہندوستان میں کس چیز کی پرستش کر رہے تھے۔؟ شجر و حجر سے لے کر ہر چیز آپ کے لئے معبود و معبود بننے کے لائق تھی۔ پستیوں، ذلتوں، بہالتوں اور شقاوتوں کے اس بحر ظلمات سے آپ کو کس نے نکالا؟ یہ وہی انبیائے کرام کی دعوت تھی جو آخری طور پر قیامت تک کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس دنیا کو پہنچی۔ اگر عربوں پر یہ احسان ایک مرتبہ ہے تو آپ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان سو بار ہے۔ میں عربوں نے بار بار خطاب کرتا ہوں اور ان کا گریبان کپڑے جھنجھوڑتا ہوں، یہ ان کی عالمی ظفری اور کریم نفسی ہے کہ جب میں نے ان کو جھنجھوڑا تو جھک گئے اور جب بھی میں نے ان کو پکارا تو انہوں نے آواز دی اور جب بھی ان کا ایک محتسب کی طرح احتساب کیا انہوں نے اس کو برداشت کیا۔ حالانکہ مجھے اس کا کوئی حق نہ تھا میں تو اس میخانہ کا ایک ادنیٰ بے خوار ہوں۔ اب میں آپ سے کہوں گا۔ اور سربار کہوں گا کہ خود کو یاد کریں کہ آپ کہاں تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہاں پہنچا دیا۔؟

میرے دوستو اور بزرگو! آپ اپنی حقیقی عظمت کے راز کو سمجھئے کہ دنیا میں اب تک ہزاروں طوفان، آندھی اور سیلاب کے باوجود آپ اب تک کیوں باقی ہیں۔؟ ایک ہندوستان ہی کی تاریخ کو دیکھ لیجئے، یہ زمین جس کو بحالی نے اکال الادین اور ہندوستانی تہذیب و مزاج کو اکال الالہم سے تعبیر کیا ہے یعنی جو قوم یہاں آئی وہ تھیں ہر گئی اور اس نے اپنی قومی خصوصیات و امتیازات کو کھو دیا۔ اور ہر کہ درکان نمک رزق نہک۔ رشتہ کا منظر سامنے آتا رہا۔ اس میں نہ تو آریائی نسلیں باقی رہیں اور نہ دوسری قومیں۔ جو بھی یہاں آیا وہ اس کے رنگ میں رنگ گیا۔ لیکن وہ کیا چیز تھی جس نے آپ کو اپنے تشخص کے ساتھ باقی رکھا ہے؟ وہ ہے عقیدہ، توبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار اور اس کے سامنے ساری طاقتوں

کا انکار۔ اور۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی محبت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا۔

یہ تھے وہ اسباب جن کی بنا پر ہم اس قابل ہوئے کہ اس منظر کو دیکھ سکیں۔ ہم ان عربوں کو اس لئے جمع کرتے ہیں کہ ان سے ملیں اور ان سے کہیں کہ اے ہمارے مرشدو! اے ہمارے استاذو! تم نے ہم کو جو سبق پڑھایا تھا اور جو مبلغ ہندوستان بھیجے تھے ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں اور ہم کثرۂ تراش نہیں ثابت ہوئے۔ محمد بن قاسم الشقی اور دوسرے بزرگان دین (خواہ وہ براہ راست عرب سے آئے یا دوسرے ملکوں سے ہو کر) جو سبق لے کر آئے تھے وہ سبق ہم نے یاد رکھا اور ہم نے آپ کو اسی لئے بلایا ہے کہ ہم اپنا سبق سنائیں اور یہ زبان حال سے سن رہے ہیں۔ اور حیرت زدہ ہیں کہ اس ہندوستان میں اتنے غیر مسلمان، شیخ اسلام کے اتنے پروانے اسلام کی شمع کو اس طرح جلا سکتے ہیں اور علم کی شمع پر اتنے پروانے جمع ہو سکتے ہیں۔ ہم نے ان عربوں کو دارالعلوم کی تاریخ سنانے اور اس کے کارناموں کی عظمت سے باخبر کرنے کے لئے جمع نہیں کیا ہے۔ بلکہ ہم انہیں کے مشہور شاعر ابو فراس ہمدانی کا وہ شعر سنانا چاہتے ہیں جس میں اس نے کہا تھا :

(کارنامے جن کو بنانے والے

عالی مرتبہ تھے۔ وہ بڑے

بڑا شریف، بڑا عالی

استعداد تھا وہ پورا خوب کامیاب نکلا اور خوب برگ و بار لایا۔

ہم تو تیر تھے، جب تیر انداز نے کمان میں جوڑ کر ان تیروں کو چلایا تو وہ اپنے نشانے پر بیٹھے، تو تیروں کی تعریف ہے اور تیر انداز کی بھی تعریف ہے۔)

حضرات! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی عظمت اور شخصیات کے ساتھ اس ملک میں باقی رہئے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم کو اس کا اقرار ہے، ہم اس ملک میں پورے اسلامی امتیازات اور مکمل اسلامی شخصیات کے ساتھ باقی رہیں گے یہ ہمارا فیصلہ ہے۔

بزرگو اور دوستو! ہجرت کا فلسفہ کیا ہے، ہجرت کا شرعی حکم کیوں ہے؟ اسی لئے کہ جس زمین پر کام اسلام پر عمل نہ ہو سکے اس سرزمین کو چھوڑ دینا فرض ہے، ہم اس ملک میں اس حالت میں نہیں رہ سکتے کہ ہم اپنے تمام شخصیات و امتیازات سے دستبردار ہو جائیں اور اپنے مابہ الامتیاز عقائد کو چھوڑ دیں، اپنے عقیدہ توحید و رسالت، ایمان بالآخرۃ سے دست کش ہو جائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت اور آپ کی سنت پر چلنے کے جذبہ سے ہم خالی اور عاری ہو جائیں۔

ہم صاف اعلان کرتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اعلان کریں کہ ہم ایسے جانوروں کی زندگی گزارنے

پر ہرگز راضی نہیں بن کر صرف راتب چاہئے اور ان کو *Self Security* چاہئے کہ ان کو کوئی مارے نہیں۔ ہم ہزار بار ایسی زندگی گزارنے اور ایسی حیثیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہم اس سرزمین پر اپنی اذانوں اور نمازوں کے ساتھ رہیں گے بلکہ ہم تراویح اور اشراق و تہجد تک چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ہم ایک ایک سنت کو سینے سے لگا کر رہیں گے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سامنے رکھ کر کسی ایک نقشب بلکہ کسی نقطہ سے بھی دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن۔ عزیزو اور دوستو! اس وقت جب کہ پورے ملک اور عام سلام کا جوہر اور دل و دماغ ایک جگہ جمع ہے اور یہاں ایسے لوگ جمع ہیں جن کا فتویٰ سکھ رائج الوقت کی طرح چلتا ہے۔ میں ان تمام حضرات کی موجودگی میں کہتا ہوں آپ یہاں سے عہدہ کر کے جائیں کہ ہم کو اس ملک میں مسلمان بن کر ہی رہنا ہے اور ہم کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔

میرے بھائیو! تم اپنی طاقت اور اپنی قوت سے آشنا ہو۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بننا نہ بن اپنا تو بن

آپ اپنے ساتھ تو انصاف کیجئے۔ مسئلہ ایک مدرسہ یا کسی جامعہ کا نہیں، نہ کسی مکتب خیال کا مسئلہ ہے۔ اور نہ کچھ منصوبوں اور عمارتوں کی تکمیل کا مسئلہ ہے مسئلہ صرف علوم ایمانی کے باقی رکھنے اور اسلامی شخصیت کے تحفظ کا ہے۔ آج مسئلہ ہے اس ملک کی قیادت کا۔ آپ دوسروں کے پیچھے چلنے کے لئے ہرگز نہیں پیدا کئے گئے اور نہ نکلنے آپ کو اس ملک میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ دوسروں کے ہاشمہ بردار ہوں اور آپ لوگوں کے اشاروں کو دیکھیں اور ان کے چشم و ابرو کو پیچانے کی کوشش کریں کہ ملک کس رخ پر جا رہا ہے۔ ہم کسی قومی دھارے سے واقف نہیں ہم تو صرف اسلامیت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم تو دنیا کی قیادت و امامت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

حضرات! آج ملک خودکشی کے لئے قسم کھا چکا ہے، وہ آگ کی خندق میں گرنے کے لئے تیار ہے۔ وہ بد اخلاقی اور انسانیت کشی کی دلدل میں ڈوب رہا ہے، آپ ہی ہیں جو ہندوستان میں کیا پورے ایشیا میں اس ملک کو بچا سکتے ہیں، آپ اللہ و رسول کی بات کہتے آپ کو کوئی ضرورت نہیں کہ آپ نیلام کی منڈی میں اتر آئیں اور آپ سودا کرانے لگیں کہ ہماری بولی بولی جائے، آپ متاعِ نایاب ہیں اللہ کے سوا آپ کی خریداری کا کوئی حوصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں، کاش! میں آپ کے دلوں اور دماغوں پر چوٹ لگا سکتا۔ میں صرف آپ سے کہتا ہوں کہ اس ملک کو صرف تنہا آپ بچا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے پاس عقیدہ توحید اور انسانی

اصول و مساوات ہے، آپ کے پاس اجتماعی عدل کا مکمل نظام موجود ہے۔ آپ ہی ہیں جو ہر چیز سے بالاتر ہیں۔ آپ ہی ہیں جن کے پاس ایمان بالآخرۃ ہے اور جو العاقبۃ للمتقین پر یقین رکھتے ہیں، آپ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی نظر طاقت اور قوت پر مرکوز کرتی ہے، اور جن کی نگاہ میں مال و متاع اور اکثریت ہی سب کچھ ہے۔ اور نہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو انتخابات میں کامیابی اور پارلیمنٹ تک پہنچ جانے ہی کو سب سے بڑی مراد سمجھتے ہیں۔

بزرگو اور دوستو! جو دولت کے فلسفہ پر ایمان رکھتا ہے اور ہر چیز سے سوجھ بوجھ کو بوجھ گناتا ہے وہ دوسرا رہے گا، اس کو کوئی بچا نہیں سکتا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ عرب ممالک اس سے بہتر حالت میں نہیں اور یہ میں آپ سے اردو میں اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں ان سے ڈرتا ہوں، میں نے ان سے بار بار کہا ہے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَشِيَ عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ خَشِيَ أَنْ تَبْسُطَ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا

بَسَطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَنَسُوا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ فَتَهْلِكُكُمْ

كَمَا هَلَكَتْهُمْ۔“

اس کو میں نے مکہ اور مدینہ میں کہا اور ہر جگہ میں نے یہی صدا لگائی کہ وہی بچ سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جو شریعت کو دائمی سمجھتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین اور اس کی نصرت پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اگر ہندوستانی مسلمان اپنے اندر ایمانی نہ اٹھائیں تو آج بھی آتش فرود سرد ہو سکتی ہے اور وہی انداز گلستان پیدا ہو سکتا ہے۔

میرے عزیز اور دوستو! میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور انکی روح کا یہی پیغام ہے، حضرت شیخ الہندؒ اسی میں جلتے اور جلتے رہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور مولانا مدنیؒ اپنے اپنے خاص طرز اور اسلوب سے اسی کے لئے ہمیشہ سوزاں اور لرزاں رہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنی خصوصیات اور ملی تشخصیات کے ساتھ اس ملک میں باقی رہیں۔ قرآن و سنت کو سینے سے لگا کر رکھیں، اختلافی مسائل چھیڑنے کی بجائے توحید و سنت پر زور دیں۔ دیوبند کا یہی پیغام ہے اور اسکی یہی خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے سرمایہ ملت کو بچانے کی کوشش کی اور اختلافی مسائل کو عوام کے سامنے نہیں لائے۔

یہ دیوبند وارث ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا، اور اگر کوئی نہیں سمجھتا تو اس کو سمجھنا چاہئے۔ یہ میرا مقام نہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وارث ہیں۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔ مقتدر بزرگوں میں سے کسی کو بھی اس میں کلام نہیں کہ یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا گلستان اور ان کا مکتب فکر ہے۔ جو دیوبند کی شکل میں اس وقت سامنے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں جہاں جہاں صحیح العقیدہ درگاہیں ہیں۔

وہ شاہ ولی اللہؒ کی شمع فروزاں اور اسی کی تجلیات ہیں۔

حضرات! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے قائد کا مقام اختیار کیجئے، آپ سمجھتے کہ آپ کی حیثیت ملک میں قائد کی ہے۔ میرے لئے یہ بات ناقابلِ برداشت ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مسلمانوں کو یہ کہنا چاہئے کہ یہ کہنے کا حق رکھتا ہے۔ کیا نبی عربی کے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہوگا، کیا کتاب اللہ کے بعد اور کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی، کیا شریعت محمدؐ ہی کے بعد کوئی اور شریعت آئے گی؟ ہم سے کہنے والا صرف اللہ اس کا رسول ہے۔ ہمارا ساتھ دینے والی ہماری آسمانی کتاب اور سنت رسول ہے۔ آپ یہ عہد کر کے یہاں سے جائیے کہ آپ کو ان خصوصیات کے ساتھ اس ملک میں رہنا ہے اور کتاب و سنت کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھنا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ اگر آپ ان خصوصیات کے ساتھ اس ملک میں ہیں تو انشاء اللہ آپ عزت کی مانند سر بلند اور سرخرو ہیں۔

ولا تقنوا دلائلنا، وإنا نتم الاعوان ان كنتم مؤمنين۔

حضرات! یہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء جن کو دستارِ فضیلت ملنے والی ہے۔ ان سے اس درس گاہ کی تین چار اہم خصوصیات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔

● اس درس گاہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اختلافی مسائل کے بجائے توحید و سنت پر اپنی توجہ مرکوز کی (اور یہ وہ وراثت اور امانت ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید کے وسیلہ سے اس کو ملی اور ابھی تک اس کو عزیز ہے۔)

● اتباع سنت کا جذبہ اور فکر

● تعلق مع اللہ کی فکر اور ذکر و حضوری اور ایمان و احتساب کا جذبہ۔

● جو محتضار ہے اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ اور کوشش۔

یہ پارے عمارتِ جاہیں تو دیوبندی بنتا ہے، اگر ان میں سے کوئی عنصر کم ہو جائے تو دیوبندیت ناقص۔ فضلاء دارالعلوم دیوبند کا یہ شعار رہا ہے اور وہ ان چار چیزوں کے جامع رہے ہیں۔

اب میں عام آدمیوں سے کہنا چاہتا ہوں اس میں آپ کا بھی حصہ ہے اور یہ صرف فضلاء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آپ بھی یہاں سے پیغام لے کر جائیے کہ عقیدہ توحید کو سینے سے لگانا ہے اور آپ کے گرد جو شرک اور فتنہ کا دھارا بہہ رہا ہے اس سے الگ رہنا ہے، توحید پر آپ قائم رہیں۔ اتباع سنت اور فرائض کی پابندی کا جذبہ آپ کے اندر ہو اور تعلق مع اللہ کی کوشش کرتے رہیں، آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر و تذکر، محب و محبوب اور عبد و معبود کا ہونا چاہئے، یہی تعلق آپ کے دل و دماغ اور آپ کے اعصاب پر حاوی ہونا چاہئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔